# اسلام اور عیسائیت میں "روزے" کا مفہوم اور مقصدیت؛ ایک تقابلی مطالعہ

***The Concept and Purpose of Fasting in Islam and Christianity; A comparative study***

* ایس۔ ایم۔ رمضان

** پرفیسر ڈاکٹر حافظ صلاح الدین

***Abstract***

***Fasting for religious and spiritual reasons has been a part of human custom since pre-historic times. It is a universal phenomenon within both Eastern and Western cultures. Over the centuries, abstaining from food has been undertaken by the people for a variety of purposes, one of the most significant being religious reasons. Many religions acquire fasting as an act of penance, obligation and or faith. The concept of fasting is relatively the same; a partial or total abstinence from all foods, or a selected abstention from prohibited foods for a set period of time. Fasting, in almost all cases, is an important act of the devout, and is observed in Islam and Christianity. In both the religions it is exercised as a sign of sacrifice to Allah and have prescribed specific days and times for fasting. Hence fasting in Islam and Christianity has an important place in both religions. In this article, concept and purpose of Fasting in Islam and Christianity is discussed. In Islam, fasting for a month made an obligatory practice during the holy month of Ramadan, from Fajr (dawn), until Maghrib (sunset). Fasting in the month of Ramadan is one of the Pillars of Islam, and thus one of the most important acts of Islamic worship. Therefore every Muslim receives the blessed month of Ramadan with repentance, sincerity, resoluteness and earnestness. This is a month when a Muslim tries to see what displeases Allah and also contemplate on his belief and increase his faith by actively increasing worship, prayer and reciting the Qur'an. It is not just about abstaining from food and drink, but also refraining from any falsehood in speech and action, from any ignorant and indecent speech, and from arguing and fighting, and lustful thoughts. It is the month of giving back and assisting those in need. Fasting was a symbol of sadness, mourning, atonement for the sins, a reminder of disasters as well as self - degradation in Christianity. Islam radicalized this doom and gloomed the concept of fasting into an enlightened concept of triumph over the forces of evil. While, in Islam the month of fasting is a month of worship. Muslims welcome this month each year with energy and happiness and are saddened when the month departs. This is contrary to the atmosphere of mourning; Fasting is for the living in Islam. Nevertheless, fasting is observed in various ways and for different reasons. Islam has taken the lead in reforming the institution of fasting.***

……………………………………………………………………………

* پی ایچ۔ڈی سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز اینڈ عربک، گومل یونیورسٹی، ڈیرہ اسماعیل خان

** سپروائزر، چیئرمین ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز اینڈ عربک، گومل یونیورسٹی، ڈیرہ اسماعیل خان۔

روحانی اصلاح کے حصول اور باطنی آلائشوں سے پاکیزگی کے لئے روزہ بہترین ذریعہ ہے، چنانچہ دنیا میں جتنے بھی مذاہب نمودار ہوئے ہیں ان سب میں روزہ کا مفہوم کسی نہ کسی صورت میں ضرور پایاجاتا ہے۔عیسائیت اور اسلام دو متقارب الزمان مذاہب ہیں دونوں مذاہب میں روزہ کو بحیثیتِ عبادت امتیازی مقام حاصل ہے۔ذیل میں ہر دو مذہب کے حوالے سے روزے کے مفہوم اور مقصدیت پر تحقیقی و تجزیاتی روشنی ڈالی جاتی ہے۔

لفظ اسلام مادہ: (س) (ل) (م) سے باب اِفعال، سلم کے درج ذیل لغوی معنی قابل ذکر ہیں:

[۱] ظاہری اور باطنی آلائشوں (آفات) اور عیوب سے پاک ہونا۔[۲] صلح وامان [۳]سلامتی [۴]اطاعت وفرماں برداری۔اِسلام 'اِستِسلام 'انقیاد 'اِذعان 'سپردگی 'فرماں برداری اوراطاعت ہے۔

شریعت کی رُو سے اسلام کا اطلاق اس دین کی اطاعت وفرماں برداری پر ہوتا ہے۔جسے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے۔اسلام کی تعریف ان الفاظ میں بھی کی جاتی ہے:

**هوالخضوعُ والانقيادبمعنى قَبول الأحكام والإذعان بها۔**[1]

"اسلام سے مراد سلم یعنی انقیاداور تابعداری میں داخل ہوناہے۔"

اس انقیاداور خضوع سے مراداسلام کے احکام کوماننااور تسلیم کرناہے۔

علی بن محمد بن علی جرجانیؒ(م:816ھ)لکھتے ہیں:

**الإسلام الخضوع والانقياد لماأخبربه رسول اللهﷺ.**[2]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن اشیاء کی خبر دی ہے اُن کا انقیاد کرنا اسلام ہے"۔

کلمہ شہادت کازبان سے اقرار کرنے اوردل سے اس پر یقین وایمان رکھنے کانام اسلام ہے۔اس کے ساتھ ساتھ نماز 'روزہ 'حج 'زکوٰۃ کے فرائض کی ادائیگی اور جن کاموں سے اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے روکاہے ان سے رکنااور جن اُمور کی پابندی کا حکم دیاہے ان پر عمل کرنااسلام ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

**بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لَاإِلَهَ إِلَّااللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَ إِقَامِ الصَّلَاةِ وَ إِيتَاءِالزَّكَاةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ۔**[3]

اسلام کی بنیادپانچ چیزوں پر ہے۔اس بات کی گواہی دیناکہ اللہ تعالیٰ کے سواکوئی معبود نہیں اور یہ کہ سیدنامحمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔نماز کااہتمام کرنا'زکوٰۃ اداکرنا'حج کرنااوررمضان کے روزے رکھنا۔

## اسلام میں روزہ کامفہوم

روزہ اسلامی عبادات میں تیسرارکن ہے۔عربی میں اس کو"صوم"کہتے ہیں،جس کے لفظی معنیٰ"رکنے اورچپ رہنے"کے ہیں۔اسی طرح اس کے معنی"ضبطِ نفس" ثابت قدمی اوراستقلال کے بھی ہیں۔ان معنوں سے ظاہر ہوتاہے کہ اسلام میں روزہ کاکیامفہوم ہے؟روزہ درحقیقت نفسانی ہواوہوس اور بہیمی خواہشوں سے اپنے آپ کوروکنے اور حرص وہواکے ڈگمگادینے والے موقعوں میں اپنے آپ کوضابط اور ثابت قدم رکھنے کانام ہے،روزمرہ زندگی میں عام طورسے نفسانی خواہشوں اورانسانی حرص وہواکامظہر تین چیزیں ہیں،یعنی کھانا، پینااورعورت اورمرد کے جنسی تعلقات،ان ہی سے ایک خاص مدتِ تک رکے رہنے کانام شرعًاروزہ ہے۔لیکن درحقیقت ان ظاہری خواہشوں کے ساتھ باطنی خواہشوں اوربرائیوں سے دل اورزبان کامحفوظ رکھنا بھی خواص کے نزدیک روزہ کی حقیقت میں داخل ہے [4]۔

## روزہ کی لغوی واصطلاحی تحقیق

یہ مادہ:ص'و'م'سے مصدرہے(صام یصوم صومًاوصیامًا)اس کے لغوی معنیٰ ہیں:**الامساک عن الشئ والترک لہ**۔یعنی کسی چیز سے رکنااوراسے چھوڑدینا۔چنانچہ عربی روزمرہ میں صامت کوبھی صائم کہہ دیاجاتاہے،کیوں کہ وہ ترک کلام کرتاہے۔عربی میں ایسے گھوڑے کوبھی صائم کہہ دیاجاتاہے جوچارہ کھاناچھوڑدیتاہے۔**كلُّ مُمْسكٍ عَنْ طعامٍ وكلامٍ وسيرٍ فَهُوَ صائمٌ**۔ لغوی اعتبار سے کھانے، بولنے اورچلنے پھرنے سے بازرہنے والے کوبھی صائم کہاجاتاہے [5]۔

## روزہ اصطلاح شریعت میں

**في الشرع عبارةعن إمساك مخصوص وهوالإمساك عن الأكل والشرب والجماع من الصبح إلى المغرب مع النية۔** [6]

شرع میں (روزہ سے مراد) مخصوص قسم کا امساک (رکنا) ہے اور وہ امساک صبح سے لے کر شام تک نیت کے ساتھ کھانے، پینے اور جماع سے ہے۔

## روزہ کی فرضیت

ارشاد باری تعالیٰ ہے.

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَي الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ'[7]

ترجمہ: 'اے ایمان والو، تم پر روزہ اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا، تاکہ تم پرہیز گار (متقی) بن جاؤ۔

اسی طرح قرآن میں اللہ پاک کا ارشاد ہے:

وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰي مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ [8]

ترجمہ: تاکہ تم روزوں کی تعداد پوری کر سکو، اور (یہ روزہ اس لیے فرض ہوا) تاکہ تم خدا کے اس ہدایت دینے پر اس کی بڑائی کرو، اور تاکہ تم شکر بجاؤلاؤ۔"

اس آیت سے روزے کے تین بڑے مقاصد اخذ کئے جاسکتے ہیں:

[۱] تقویٰ۔ [۲] خدا کی تکبیر و تعظیم کا جذبہ پیدا کرنا۔ [۳] خدا کا شکر ادا کرنا۔ پس روزے کی سب حکمتیں اور فضیلتیں اسی کے گرد گھومتی ہیں۔

## روزہ کی مذہبی تاریخ

قرآن پاک نے ان آیتوں میں تصریح کی ہے کہ روزہ اسلام کے ساتھ مخصوص نہیں، بلکہ اسلام سے پہلے بھی وہ کل مذاہب کے مجموعۂ احکام کا ایک جزو رہا ہے، جاہل عرب کا پیغمبرِ امی جو بقولِ مخالفین تاریخ عالم سے ناواقف تھا۔ وہ مدعی ہے کہ دنیا کے تمام مذاہب میں روزہ فرض عبادت رہا ہے، اگر یہ دعویٰ تمام تر صحت پر مبنی ہے، تو اس کے علم کے مافوق ذرائع میں کیا شک رہ جاتا ہے؟ اس دعویٰ کی تصدیق میں یورپ کے محقق ترین، انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کا مضمون نگار روزہ (Fasting) کے بارے میں لکھتا ہے.

"روزہ کے اصول اور طریقے گو آب وہوا، قومیت، تہذیب اور گردوپیش کے حالات کے اختلاف سے بہت کچھ مختلف ہیں، لیکن بہ مشکل ہم کسی ایسے مذہب کا نام لے سکتے ہیں جس کے مذہبی نظام میں روزہ مطلقًا

تسلیم نہ کیا گیا ہو۔ہندوستان کو سب سے زیادہ قدامت کا دعویٰ ہے لیکن برت یعنی روزہ سے وہ بھی آزاد نہیں، ہر ہندی مہینہ کی گیارہ اور بارہ کو برہمنوں پر اکادشی کا روزہ رکھنا ضروری ہے، اس حساب سے سال میں چوبیس روزے ہوئے، بعض برہمن کاتک کے مہینہ میں ہر دوشنبہ کو روزہ رکھتے ہیں، ہندو جوگی چلہ کشی کرتے ہیں، یعنی چالیس دن تک اکل وشرب سے احتراز کرتے ہیں، ہندوستان کے تمام مذاہب میں خصوصا جینی دھرم میں روزہ کے سخت ترین شرائط ہیں، اُن کے ہاں چالیس چالیس دن تک کا ایک روزہ ہوتا ہے، گجرات ودکن میں ہر سال جینی کئی کئی ہفتہ کا روزہ رکھتے ہیں، قدیم مصریوں کے ہاں بھی روزہ دیگر مذہبی تہواروں کے شمول میں نظر آتا ہے، یونان میں صرف عورتیں تھموفیریا کی تیسری تاریخ کو روزے رکھتی ہیں، پارسی مذہب میں گو عام پیروکاروں پر روزہ فرض نہیں لیکن ان کی الہامی کتاب کی رُو سے ثابت ہوتا ہے کہ روزہ کا حکم ان کے ہاں بھی موجود تھا، خصوصًا مذہبی پیشواؤں کے لیے پنج سالہ روزہ ضروری تھا۔[9]

اسی طرح اہل عرب بھی قبل از اسلام سے روزہ سے کسی حد تک مانوس تھے، قریش مکہ دور جاہلیت میں عاشورہ (یعنی دسویں محرم کو) اس لیے روزہ رکھتے تھے کہ اس دن خانہ کعبہ پر نیا غلاف ڈالا جاتا تھا۔ جیسے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں.

**كَانُو ايَصُومُونَ عَاشُورَاءَ قَبْلَ أَنْ يُفْرَضَ رَمَضَانُ، وَكَانَ يَوْمًا تُسْتَرُ فِيهِ الْكَعْبَةُ فَلَمَّا فَرَضَ اللَّهُ رَمَضَانَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: مَنْ شَاءَ أَنْ يَصُومَهُ فَلْيَصُمْهُ،وَمَنْ شَاءَ أَنْ يَتْرُكَهُ فَلْيَتْرُكْهُ.**[10]

لوگ رمضان کی فرضیت سے پہلے بھی عاشوراء کے روزے رکھتے تھے اور اسی دن کعبہ پر غلاف بھی چڑھایا جاتا۔ جب اللہ تعالیٰ نے رمضان فرض کر دیا تو حضور نے فرمایا: اب اگر کوئی (عاشورہ کا) روزہ رکھنا چاہے تو رکھ سکتا ہے اور چھوڑنا چاہے تو چھوڑ دے۔

مدینہ میں یہود اپنا عاشورہ الگ مناتے تھے۔ جیسے کہ روایت سے ظاہر ہے:

**لَمَّاقَدِمَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم الْمَدِينَةَ وَجَدَ الْيَهُود يَصُومُونَ عَاشُورَاءَ فَسُئِلُو اعَنْ ذَلِكَ فَقَالُوا هَذَاالْيَوْمُ الَّذِي أَظْفَرَاللَّهُ فِيهِمُ وسَوبَنِي إِسْرَ ائِيلَ عَلَى فِرْعَوْنَ وَنَحْنُ نَصُومُهُ تَعْظِيمًا لَهُ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم نَحْنُ أَوْلَى بِمُوسَى مِنْكُمْ ثُمَّ أَمَرَ بِصَوْمِهِ.**[11]

جب حضور مدینہ آئے تو انہوں نے یہودیوں کو دیکھا کہ وہ عاشورا کا روزہ رکھتے تھے تو اُن (یہودیوں) سے اس بابت پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ وہ دن ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے (حضرت) موسیٰ اور بنی اسرائیل کو فرعون پر غلبہ عطا کیا اور ہم اس کی تعظیم میں یہ روزہ و حضور نے فرمایا کہ آپ لوگوں سے زیادہ ہم موسیٰ کے حقدار ہیں پھر اس نے روزے کا حکم دے دیا۔

## روزہ میں اسلامی اصلاحات

اسلام نے روزہ میں ممکن حد تک مثبت اصلاحات کر کے موجود سختیوں کو کم کیا جو حسب ذیل ہیں:

[۱] سب سے اول یہ کہ اسلام سے پہلے جو الہامی یا غیر الہامی مذاہب تھے ان میں اکثر روزہ صرف پیروں کی کسی خاص جماعت پر فرض تھا، مثلاً ہندؤں میں غیر برہمن کے لیے کوئی روزہ ضروری نہیں، پارسیوں کے یہاں صرف دستور اور پیشوا کے لیے روزہ ہے، یونانیوں میں صرف عورتوں کے لیے روزہ تھا، لیکن سوال یہ ہے کہ اگر روزہ کوئی اچھی چیز ہے تو پھر تمام پیروان مذہب کے لیے برابر طور سے ضروری ہونا چاہیئے۔ جبکہ اسلام میں پیشوا، عورت اور مرد کی کوئی تخصیص نہیں رکھی، اس نے تمام پیرووں کو عام حکم دیا اور اس میں کسی طبقہ کی کوئی تخصیص نہیں کی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: مَنْ شَہِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ [12]

اس مہینہ میں جو موجود ہو مہینہ بھر روزہ رکھے۔

[۲] قبل از اسلام دیگر مذاہب میں عموماً شمسی سال معتبر رہا ہے، جبکہ شمسی سال میں یہ قباحت ہے کہ اس میں روزہ کے لئے جو تاریخیں جن موسموں میں متعین ہوں گی، ان میں تغیر و تبدل ناممکن ہے، اس بناپر اگر وہ گرمی یا سردی کے موسم میں یا چھوٹے، بڑے دنوں میں واقع ہوتے ہیں اس لئے یاتو وہ مختلف ممالک میں ہمیشہ کے لیے تکلیف دہ یا ہمیشہ کے لیے آرام دہ ہوں گے، اسی لئے اسلام میں روزوں کی تاریخیں قمری مہینوں سے مقرر کی ہوئیں جو موسم اور چھوٹے اور بڑے دنوں کے لحاظ سے بدلتے رہتے ہیں، اسلامی روزہ کا مہینہ ہر ملک میں ہر موسم میں آتا ہے اور اس بناء پر اس کی سختی یا نرمی بدلتی رہتی ہے۔ اسلام چونکہ آفاقی اور عالمگیر مذہب ہے اس لئے اس میں روزوں کی تاریخیں قمری مہینوں سے مقرر کی گئی ہیں تاکہ وہ قطعات ارضی جو انتہائی شمال یا جنوب میں واقع ہیں اور جہاں شمسی کیلنڈر قابل عمل نہیں رہتا ہے وہاں قمری کیلنڈر بدستور قابل عمل رہتا ہے۔ پس ان ممالک (جیسے ناروے وغیرہ) میں قمری نظام کے ذریعے روزوں کا شمار آسان تر ہو جاتا ہے۔

[۳] دیگر مذاہب کی الہامی کتب میں روزہ کی تاکید اور حکم کے متعلق کسی حالتِ انسانی کی تخصیص واستثناء کو روا نہیں رکھا گیا تھا اس لئے اللہ پاک نے قرآن مجید میں نہایت فطرت شناسی کے ساتھ ہر قسم کے معذورومجبور لوگوں کو اس حکم سے مستثنٰی کر دیا۔ بچے، عورتیں ایامِ حمل، رضاعت وماہانہ ایام مخصوص میں، بوڑھے، بیماراور مسافر یا وہ کمزوراشخاص جو روزہ پر فطرۃً قادر نہیں، مستثنٰی قرار دیئے گئے۔ جبکہ ایسے بیمار، مسافر اور عارضی معذور بحالت بیماری یا سفر جیسے عُذر کے رفع ہونے کے بعد اُتنے ہی دنوں کی قضا بعد میں پوری کرنے کی سہولت دی گئی، البتہ وہ معذور ولاچار جو دائمی طور پر اس فرض کو ادا کرنے سے عاجز ہیں اُن کو روزہ کی قضا کی بجائے ایک مسکین کو کھانا کھلا دینے کی سہولت دیکر اس فرض سے سبکدوش کر دیا گیا۔

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰي سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ وَ عَلَي الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَه فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ[13]

اگر تم میں کوئی بیمار ہو یا مسافر ہو وہ رمضان کے بعد اور دنوں میں روزہ رکھ لے اور وہ بیمار و لاچار لوگ جو روزے رکھنے سے عاجز ہوں ان پر ایک مسکین کا کھانا ہے۔

اسی طرح سنن ترمذی میں ہے:

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى وَضَعَ عَنِ المُسَافِرِ الصَّوْمَ ،وَشَطْرَالصَّلَاةِ،وَعَنِ الحَامِلِ أَوِ المُرْضِعِ الصَّوْمَ۔[14]

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے مسافر سے روزہ (پورا) اور نماز کا کچھ حصہ اُتار لیا، اور اسی طرح حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت پر سے بھی روزہ اُتار لیا۔" یعنی رمضان میں روزہ رکھنے سے اگر اُن کو اپنی یا بچے کی صحت یا جان کا خطرہ ہو تو وہ بھی روزہ قضا کر کے رفعِ عذر کے بعد قضا رکھیں گی۔

[۴] کئی مذاہب میں روزہ کے ایام اور اوقات نہایت غیر معتدلانہ تھے، یا تو چالیس چالیس دن کا فاقہ تھا، یا روزہ کے دنوں میں غلہ اور گوشت کے علاوہ پھل تک کھانے کی اجازت تھی، اسلام نے اس میں بھی وسط اختیار کیا، یعنی روزہ کے اوقات میں گو ہر قسم کے کھانے پینے سے روک دیا گیا مگر اس کی مدت ایک مہینہ تک صرف طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک چند گھنٹوں کی رکھی گئی تاکہ ترک اکل وشرب کے فوائد بھی حاصل ہو جائیں اور نفس پر بے جا بوجھ بھی نہ پڑے۔

[۵]جینیوں کے یہاں ایک روزہ کئی کئی ہفتوں کا ہوتا تھا،عرب کے عیسائی راہب بھی کئی روز کا روزہ رکھتے تھے۔اسلام نے ان سب قباحتوں کو دور کر دیا اور صبح سے شام تک ایک دن کے وقت کا روزہ قرار دیا۔

[۶]یہودیوں کے ہاں ایک روزہ پورے چوبیس گھنٹے کا تھا جبکہ روزہ کھولنے کے وقت ایک دفعہ جو کھا لیتے، پھر نہیں کھا سکتے تھے۔اسلام نے اس بے اعتدالی کو بھی ختم کر دیا۔قرآن پاک میں ارشاد ہے:

وَكُلُوْا وَ اشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ [15]

ترجمہ:"اور اس وقت تک کھاؤ اور پیو جب تک رات کا تاریک خط صبح کے سپید خط سے ممتاز نہ ہو جائے"۔

[۷]قبل از اسلام دور جاہلیت میں عام طور پر رواج تھا کہ ایام صوم میں راتوں کو اپنی بیویوں سے علیحدہ رہتے تھے لیکن چونکہ یہ پابندی غیر فطری تھی،اس لیے اسلام نے صرف روزہ کی حالت تک کے لیے یہ ممانعت محدود کر دی اور رات کو اپنی بیویوں سے مقاربت کی اجازت دیدی۔قرآن پاک میں ارشاد ہے:

اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ هنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَ عَفَا عَنْكُمْ فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهنَّ وَ ابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ [16]

روزہ کی شب میں بیویوں سے مقاربت تمہارے لیے حلال کی گئی ،وہ تمہاری پوشاک ہیں اور تم ان کی، اللہ جانتا ہے کہ تم اپنے نفس سے خیانت کرتے تھے،تو اس نے معاف کیا،اب بیویوں سے جاملو،اور خدا نے تمہارے مقدر میں جو کچھ رکھا ہے (اولاد)اس کی تلاش کرو۔

[۸]اسلام نے دوران روزہ بھول چوک اور خطاونسیان کو معاف کر دیا۔اس بنا پر اگر کوئی روزہ دار بھولے سے کچھ کھا پی لے،یا کوئی اور ممنوع کام بھی کر بیٹھے جو روزہ کے خلاف ہو تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ أَكَلَ أَوْشَرِبَ نَاسِيًا وَهُوَصَائِمٌ فَلَا يُفْطِرْ،فَإِنَّمَا هُوَ رِزْقٌ رَزَقَهُا للهُ. [17]

جو بھول کر کھائے یا پئے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، کہ یہ تو اللہ کی طرف سے اُنکی روزی ہی تھی۔

[۱۰]یہودیوں میں اکثر روزے چونکہ مصائب کی یادگار اور غم کی علامت کے طور پر رکھے جاتے تھے،اس لیے بحالت روزہ زیب وزینت سے اجتناب کیا کرتے تھے،اس لئے مغموم صورت بنائے رہتے تھے۔اسلام نے اس غیر ضروری اور غیر فطری علامتی غمگینی کو ممنوع قرار دیا اور بحالت روزہ صفائی ستھرائی اور بننے سنورنے کی

اجازت دیدی۔ اس لیے بحالت روزہ نہ صرف منہ دھونے اور مسواک کرنے کی تاکید کی گئی بلکہ سر میں تیل لگانا، سرمہ ڈالنا، خوشبو لگانے کو بھی جائز قرار دیا گیا تاکہ روزہ دار نہ صرف طہارت اور پاکی حاصل کرے بلکہ ظاہری پریشان حالی اور پراگندگی کی نمائش کرکے ریا میں بھی گرفتار نہ ہونے پائے، مزید برآں یہ بھی ظاہر ہو کہ وہ اس فرض کے ادا کرنے اور اللہ کے اس حکم کے بجالانے میں کسی قسم کی کوئی تکلیف، مشقت یا کوئی کوفت برداشت کر رہا ہے بلکہ صورتا یہ بھی ظاہر ہو کہ وہ اس فرض کی ادئیگی ہنسی خوشی، کامل رضامندی اور مسرت کے ساتھ کر رہا ہے۔

ذیل میں عیسائیت اور اس میں روزہ سے متعلق تعلیمات کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے:

## عیسائیت کی تعریف

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں عیسائیت کی تعریف اس طرح کی گئی ہے:

"وہ مذہب جو اپنی اصلیت کو ناصرہ کے باشندے یسوع کی طرف منسوب کرتا ہے اور اسے خدا کا منتخب (مسیح) مانتا ہے"۔[18]

انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس میں ہے کہ:

"عیسائیت کی تعریف اس طرح کی جا سکتی ہے کہ یہ وہ اخلاقی، تاریخی، کائناتی، موحدانہ اور کفارے پر ایمان رکھنے والا مذہب ہے۔ جس میں خدا اور انسان کے تعلق کو خداوند یسوع مسیح کی شخصیت اور کردار کے ذریعے پختہ کر دیا گیا ہے"۔[19]

عیسائیت کی مروجہ صورت کی ابتداء کیسے ہوئی؟ اس بارے میں تحقیقی رائے تاریکی میں ہے۔ تاہم اس بارے میں صرف اتنا معلوم ہو سکا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے عروجِ آسمانی کے بعد آپ کے حواری مخالفتوں کے طوفان کا مقابلہ کرتے ہوئے ہمہ تن دین عیسوی کی تبلیغ میں مصروف تھے اور پے درپے پیش آنے والی رکاوٹوں کے باوجود انہیں خاصی کامیابی حاصل ہو رہی تھی۔ لیکن اسی دوران ایک مشہور یہودی ساول جو دین عیسوی کے پیروکاروں پر سخت ظلم کیا کرتا تھا[20]، اچانک اس دین پر ایمان لے آیا۔ اس نے یہ دعویٰ کیا کہ دمشق کے راستے میں اس پر ایک نور چمکا اور آسمان سے سیدنا مسیح علیہ السلام کی آواز سنائی دی کہ اے ساول، اے ساول تو مجھے کیوں ستاتے ہو؟ اس نے پوچھا تو کون

ہے ؟اس نے کہا میں یسوع ہوں جسے تو ستاتا ہے [21]۔ اس نے اس واقعے سے متاثر ہو کر کہا کہ میرا دل دین عیسوی پر مطمئن ہو چکا ہے۔ ساول نے جب حواریوں کے درمیان پہنچ کر اپنے اس انقلاب کا اعلان کیا توزیادہ تر حواری اسکی تصدیق کرنے کو تیار نہ تھے لیکن سب سے پہلے برناباس حواری نے اسکی تصدیق کی۔ اُسکی تصدیق سے مطمئن ہو کر تمام حواریوں نے اسے اپنی برادری میں شامل کر لیا، ساول نے اپنا نام بدل کر پولس رکھا۔ اسکے بعد وہ حواریوں کے ساتھ دین مسیح کی تبلیغ میں مشغول ہو گیا [22]۔

روزہ اور بائبل کی تعلیمات : بائبل میں لفظ روزہ بابل کی اسیری سے پہلے استعمال نہیں ہوا۔ اس سے پہلے اسے "اپنی جان کو دُکھ دینا" (نفس کشی کرنا) کہا گیا ہے چنانچہ احبار میں لکھا ہے کہ:

اور یہ تمہارے لیے ایک دائمی قانون ہو کہ ساتویں مہینے کی دسویں تاریخ کو تم اپنی اپنی جان کو دُکھ دینا اور اُس دن کوئی خواہ وہ دیسی ہو یا پردیسی جو تمہارے بیچ بُودوباش رکھتا ہو کسی طرح کا کام نہ کرے۔ کیوں کہ اُس روز تمہارے واسطے تم کو پاک کرنے کے لیے کفارہ دیا جائے گا۔ سو تم اپنے سب گناہوں سے خداوند کے حضور پاک ٹھہروگے۔ یہ تمہارے لیے خاص آرام کا سبت ہو گا۔ تم اُس دن اپنی اپنی جان کو دکھ دینا۔ یہ دائمی قانون ہے [23]۔

"گنتی" میں لکھا ہے:

پھر اُسی ساتویں مہینے کی دسویں تاریخ کو تمہارا مقدس مجمع ہو۔ تم اپنی اپنی جان کو دُکھ دینا اور کسی طرح کا کام نہ کرنا۔ بلکہ سوختنی قربانی کے طور پر ایک بچھڑا ایک مینڈھا اور سات یک سالہ نر برّے خداوند کے حضور چڑھانا تا کہ یہ راحت انگیز خوشبو ٹھہرے یہ سب کے سب بے عیب ہوں [24]۔

زبور میں ہے:

لیکن میں نے تو اُن کی بیماری میں جب وہ بیمار تھے ٹاٹ اوڑھا اور روزے رکھ رکھ کر اپنی جان کو دُکھ دیا [25]۔

## عیسائیت میں روزہ رکھنے کے مقاصد اور وجوہات:

ا۔ گناہ سرزد ہونے پر یا آنے والی بلا کو ٹالنے کے لیے روزہ رکھا جاتا:

پھر سموئیل نے کہا کہ سب اسرائیل کو مِصفاہ میں جمع کرو اور میں تمہارے لیے خداوند سے دُعا کروں گا۔ سو وہ سب مِصفاہ میں فراہم ہوئے اور پانی بھر کر خداوند کے آگے اُنڈیلا اور اُس دن روزہ رکھا اور وہاں کہنے لگے کہ ہم نے خداوند کا گناہ کیا ہے اور سموئیل مصفاہ میں بنی اسرائیل کا عدالت کرتا تھا[26]۔

ایزیل نے جب نبوت کا تاکستان لینے کا غلط منصوبہ بنایا تو ریاکاری سے روزہ رکھنے کا حکم دیا:

ترجمہ: اُس نے اُن خطوں میں یہ لکھا کہ روزہ کی منادی کرا کے نبوت کو لوگوں میں اُونچی جگہ پر بٹھاؤ[27]۔

۲۔ اسیری کے بعد چار اور سالانہ روزے مقرر کئے گئے:

پھر ربّ الافواج کا کلام مجھ پر نازل ہوا کہ رب الافواج یوں فرماتا ہے کہ چوتھے اور پانچویں اور ساتویں اور دسویں مہینے کا روزہ بنی یہوداہ کے لیے خوشی اور خرّمی کا دن اور شادمانی کی عید ہو گا[28]۔

تلمود کے مطابق یہ یہودی تاریخ میں چار بڑے حادثوں کی یاد میں تھے۔ آستر میں ایک اور روزے کے قائم کرنے کا اشارہ ملتا ہے۔ ان کے سوا کئی وقتی روزے بھی تھے:

اور ابیخیل کی بیٹی آستر ملکہ اور یہودی مردکی نے پُوریم کے باب کے خط پر زور دینے کے لیے پورے اختیار سے لکھا۔ اور اُس نے سلامتی اور سچائی کی باتیں لکھ کر اخسویرس کی مملکت کے لیے ایک سو ستائیس صوبوں میں سب یہودیوں کے پاس خط بھیجے۔ تا کہ پوریم کے ان دنوں کو اُن کے مقررہ وقت کے لیے برقرار کرے جیسا یہودی مردکی اور آستر ملکہ نے اُن کو حکم کیا تھا اور جیسا اُنہوں نے اپنے اور اپنی نسل کے لیے روزہ رکھنے اور ماتم کرنے کے بارے میں ٹھہرایا تھا۔ اور آستر کے حکم سے پوریم کی ان رسموں کی تصدیق ہوئی اور کتاب میں لکھ لیا گیا[29]۔

۳۔ روزہ بعض اوقات شخصی بھی ہوا کرتا تھا:

اُس نے کہا کہ جب تک وہ لڑکا زندہ تھا میں نے روزہ رکھا اور میں روتا رہا[30]۔

۴۔ روزے بعض اوقات جماعتی بھی ہوتے:

تب سب بنی اسرائیل اور سب لوگ اُٹھے اور بیت ایل میں آئے اور وہاں خداوند کے حضور بیٹھے روتے رہے اور اُس دن شام تک روزہ رکھا[31]۔

۵۔ روزہ بطور اظہار ماتم:

توسب بہادر اُٹھے اور راتوں رات جا کر ساؤل اور اُس کے بیٹوں کی لاشیں بیت شان کی دیوار پر سے لے آئے اور یبیس میں پہنچ کر وہاں اُن کو جلا دیا۔ اور اُن کی ہڈیاں لے کر یبیس م جھاؤ کے درخت کے نیچے دفن کیں اور سات دن تک روزہ رکھا[32]۔

اور وہ ساؤل اور اُس کے بیٹے یُونتن اور خداوند کے لوگوں اور اسرائیل کے گھرانے کے لیے نوحہ کرنے اور رونے لگے اور شام تک روزہ رکھا[33]۔

سب لوگ کچھ دن رہتے داؤد کو روٹی کھلانے آئے لیکن داؤد نے قسم کھا کر کہا اگر میں آفتاب کے غُروب ہونے سے پیشتر روٹی یا اور کچھ چکھوں تو خدا مجھ سے ایسا بلکہ اس سے زیادہ کرے[34]۔

جب میں نے یہ باتیں سنیں تو بیٹھ کر رونے لگا اور کئی دنوں تک ماتم کرتا رہا اور روزہ رکھا[35]۔

اور ہر صوبہ میں جہاں کہیں بادشاہ کا حکم اور فرمان پہنچا یہودیوں کے درمیان بڑا ماتم اور روزہ اور گریہ زاری اور نوحہ شروع ہو گیا[36]۔

لیکن میں نے اُن کی بیماری میں جب وہ بیمار تھے ٹاٹ اوڑھا اور روزے رکھ رکھ کر اپنی جان کو دُکھ دیا[37]۔

۶۔ روزہ بطور نشان توبہ

پھر سموئیل نے کہا کہ سب اسرائیل کو مِصفاہ میں جمع کرو اور میں تمہارے لیے خداوند سے دُعا کروں گا۔ سو وہ سب مِصفاہ میں فراہم ہوئے اور پانی بھر کر خداوند کے آگے اُنڈیلا اور اُس دن روزہ رکھا اور وہاں کہنے لگے کہ ہم نے خداوند کا گناہ کیا ہے اور سموئیل مصفاہ میں بنی اسرائیل کا عدالت کرتا تھا[38]۔

پھر اِسی مہینے کی چوبیسویں تاریخ کو بنی اسرائیل روزہ رکھ کر اور ٹاٹ اوڑھ کر اور مٹی اپنے سر پر ڈال کر اکھٹے ہوئے اور اسرائیل کی نسل کے لوگ سب پردیسیوں سے الگ ہو گئے اور کھڑے ہو کر اپنے گناہوں اور اپنے باپ دادا کی خطاؤں کا اقرار کیا۔[39]۔

ترجمہ: اور میں نے خداوند خدا کی طرف رُخ کیا اور میں منت اور مناجات کر کے اور روزہ رکھ کر اور ٹاٹ اوڑھ کر اور راکھ پر بیٹھ کر اس کا طالب ہوا[40]۔

اُس نے منادی کی اور کہا چالیس روز کے بعد نینوہ برباد کیا جائے گا۔ تب نینوہ کے باشندوں نے خُدا پر ایمان لا کر روزہ کی منادی کی اور ادنیٰ و اعلیٰ سب نے ٹاٹ اوڑھا[41]۔

۷۔ روزہ فروتن ہونے کی بھی علامت ہے:

تب میں نے اہاوا کے دریا پر روزہ کی منادی کرائی تاکہ ہم اپنے خدا کے حضور اُس سے اپنے اور اپنے بال وبچوں اور اپنے مال کے لیے سیدھی راہ طلب کرنے کو فروتن بنیں[42]۔

ترجمہ: میرے روزہ رکھنے سے میری جان نے زاری کی اور یہ بھی میری ملامت کا باعث بنا[43]۔

۸۔ بعض اوقات روزہ اپنے آپ کو سزا دینے کے مترادف:

اور یہ تمہارے لیے ایک دائمی قانون ہو کہ ساتویں مہینے کی دسویں تاریخ کو تم اپنی جان کو دُکھ دینا اور اُس دن کوئی خواہ وہ دیسی ہو یا پردیسی جو تمہارے بیچ بودوباش رکھتا ہو کسی طرح کا کام نہ کرے[44]۔

۹۔ خدا کی مدد اور ہدایت حاصل کرنے کے لیے بھی روزہ رکھا جاتا تھا:

سو وہ چالیس دن اور چالیس رات وہیں خداوند کے پاس رہا اور نہ روٹی کھائی نہ پانی پیا اور اُس نے اُن لوحوں پر اُس عہد کی باتوں کو یعنی دس احکام کو لکھا[45]۔

میں چالیس دن اور چالیس رات وہیں پہاڑ پر رہا اور نہ روٹی کھائی نہ پانی پیا[46]۔

۱۰۔ روزے دوسرے لوگوں طرف سے بھی رکھے جاتے:

ترجمہ: تب عزرا خدا کے گھر کے سامنے سے اُٹھا اور یہوحانان بن اِلیاسِب کی کوٹھری میں گیا اور وہاں جا کر نہ روٹی کھائی نہ پانی پیا کیوں کہ وہ اسیری کے لوگوں کی خطا کے سبب سے ماتم کرتا رہا[47]۔

تب آستر نے اُن کو مردکی کے پاس یہ جواب لے جانے کا حکم دیا کہ جا اور سوسن میں جتنے یہودی موجود ہیں اُن کو اکھٹا کر اور تم میرے لیے روزہ رکھو[48]۔

۱۱۔ بعض لوگ فریاد رسی کے لئے روزہ رکھتے

وہ کہتے ہیں ہم نے کس لیے روزے رکھے جب کہ تو نظر نہیں کرتا اور ہم نے کیوں اپنی جان کو دُکھ دیا جب کہ تو خیال میں نہیں لاتا۔ دیکھو تم اپنے روزہ کے دن میں اپنی خوشی کے طالب رہتے ہو اور سب طرح کی سخت محنت لوگوں سے کراتے ہو۔ دیکھو تم اس مقصد سے روزہ رکھتے ہو کہ جھگڑا رگڑا کرو اور شرارت کے مُکے مارو۔ پس اب تم اس طرح کا روزہ نہیں رکھتے ہو کہ تمہاری آواز عالمِ بالا پر سنی جائے۔[49]

۱۲۔ اس کے برخلاف نبیوں کی تعلیم یہ تھی کہ صحیح عمل کے بغیر روزہ بے کار ہے:

کیا یہ وہ روزہ ہے جو مجھ کو پسند ہے؟ ایسا دن کہ اُس میں آدمی اپنی جان کو دکھ دے اور اپنے سر کو جھاؤ کی طرح جھکائے اور اپنے نیچے ٹاٹ اور راکھ بچھائے؟ کیا وہ روزہ جو میں چاہتا ہوں یہ نہیں کہ ظلم کی زنجیریں توڑیں اور جوئے کے بندھن کھولیں اور مظلوموں کو آزاد کریں بلکہ ہر ایک جوئے کو توڑ ڈالیں۔ کیا یہ نہیں کہ تو اپنی روٹی بھوکوں کو کھلائے اور مسکینوں کو جو آوارہ ہیں اپنے گھر میں لائے اور جب کسی کو ننگا دیکھے تو اُسے پہنائے اور تُو اپنے ہم جنس سے روپوشی نہ کرے؟ تب تیری روشنی صبح کی مانند پھوٹ نکلے گی اور تیری صحت کی ترقی جلد ظاہر ہوگی۔ تیری صداقت تیری ہراول ہوگی اور خداوند کا جلال تیرا چنڈاول ہوگا تب تو پکارے گا اور خداوند جواب دے گا تو چلائے گا اور وہ فرمائے گا میں یہاں ہوں[50]۔

اور خداوند نے مجھے فرمایا کہ ان لوگوں کے لیے دُعائے خیر نہ کر۔ کیوں کہ جب یہ روزہ رکھیں تو میں ان کا نالہ نہ سنوں گا[51]۔

تب رب الافواج کا کلام مجھ پر نازل ہوا۔ کہ مملکت کے سب لوگوں اور کاہنوں سے کہہ کہ جب تم نے پانچویں اور ساتویں مہینے میں ان ستر برس تک روزہ رکھا اور ماتم کیا تو کیا کبھی میرے لیے خاص میرے ہی لیے روزہ رکھا تھا؟[52]

۱۳۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے تسلیم کیا کہ ان کے پیروکار روزہ رکھیں گے اور یہ تعلیم دی کہ روزہ انسان کو دکھانے کے لیے نہیں بلکہ خدا کے لیے رکھا جائے:

ترجمہ: "اور جب تم روزہ رکھو تو ریاکاروں کی طرح اپنی صورت اُداس نہ بناؤ کیوں کہ وہ اپنا منہ بگاڑتے ہیں تا کہ لوگ اُن کو روزہ دار جانیں۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اجر پا چکے۔ بلکہ جب تو روزہ رکھے تو اپنے سر میں ڈال اور منہ دھو۔ تا کہ آدمی نہیں بلکہ تیرا باپ جو پوشیدگی میں ہے تجھے روزہ دار جانے۔ اس صورت میں تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تجھے بدلہ دے گا[53]۔"

## نتائج بحث

- اسلام میں روزے کا مقصد تقویٰ کا حصول ہے۔
- روزہ کے اندر عیسائیت میں موجود مشقتوں کو اسلام میں کم سے کم کیا گیا ہے۔
- عیسائیت و اسلام میں روزہ باطنی اصلاح کے لئے رکھا جاتا ہے اور مقصود صرف اللہ تعالیٰ کی رضا ہوتی ہے۔

## حوالہ جات

[1]۔ المجددی، محمد عمیم الاحسان، التعریفات الفقہیہ ص:۱۰ دارالکتب العلمیۃ ۲۰۰۳ء۔

[2]۔ جرجانی علی بن محمد، التعریفات ص:۳۹ دارالکتاب العربی بیروت ۱۴۰۵ھ۔

3۔ البخاري، أبوعبداللہ، محمد بن إسماعیل، صحیح البخاري، رقم الحدیث:8 ، دار ابن کثیر، بیروت، 1407ھ

4۔ شبلی نعمانیؒ سید سلیمان ندویؒ، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ج ۵ ، ص۱۷۶ الفیصل ناشران و تاجران کتب لاہور ۲۰۰۵ء

5۔ ابن منظور الأفریقي، محمد بن مکرم، جمال الدین، أبو الفضل، لسان العرب، مادۃ: ص وم ، دار إحیاء التراث العربي، بیروت 1419ھ

6۔ جرجانی علی بن محمد، التعریفات ص:175۔

[7]سورۃ البقرۃ ۲ : ۱۸۳

[8]سورۃ البقرۃ ۲ : ۱۸۵

page:193, 11th Edition, USA2007.,The New Encyclopedia of Britannica,vol:10۔[9]

[10]۔ البخاري، أبوعبداللہ، محمد بن إسماعیل، صحیح البخاري، رقم الحدیث: 1592۔

[11]۔ ایضا، رقم الحدیث:3943۔

[12] سورۃ البقرۃ ۲ : ۱۸۵

[13] سورۃ البقرۃ ۲ : ۱۸۴

[14]۔ الترمذی، ابو عیسیٰ، محمد بن عیسیٰ بن سورۃ، جامع الترمذی، رقم الحدیث:715 مطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر، 1395ھ

[15] سورۃ البقرۃ ۲ : ۱۸۷

[16] سورۃ البقرۃ ۲ : ۱۸۷

[17]۔ ایضا، رقم الحدیث:721۔

page:693.,The New Encyclopedia of Britannica,vol:5–[18]

[19]–Encyclopedia of religion and ethics, James hastings,v:3, p:518, Newyork,1910.

[20] تیمتھیس ۱: ۱۳، ۱۴

[21] کتاب مقدس نیا عہد نامہ اعمال ۵:۹، ۶

[22] اعمال ۹: ۲۷، ۲۶

[23] کتاب مقدس پرانا عہد نامہ احبار ۱۶ : ۲۹

[24] کتاب مقدس پرانا عہد نامہ گنتی ۲۹ : ۷

[25] کتاب مقدس پرانا عہد نامہ زبور ۳۵ : ۱۳

[26] کتاب مقدس پرانا عہد نامہ ۱۔ سموئیل ۷ : ۶

[27] کتاب مقدس پرانا عہد نامہ ۱۔ سلاطین ۲۱ : ۹ تا ۱۶

[28] کتاب مقدس 'پرانا عہد نامہ 'زکریاہ ۸ : ۱۹

[29] کتاب مقدس 'پرانا عہد نامہ 'آستر ۹ : ۳۱

[30] کتاب مقدس 'پرانا عہد نامہ '۲۔ سموئیل ۱۲ : ۲۲

[31] کتاب مقدس 'پرانا عہد نامہ 'قضاۃ ۲۰ : ۲۶

[32] کتاب مقدس 'پرانا عہد نامہ '۱۔ سموئیل ۳۱ : ۱۳

[33] ۲۔ سموئیل ۱ : ۱۲

[34] ۲۔ سموئیل ۳ : ۳۵

[35] کتاب مقدس 'پرانا عہد نامہ 'نحمیاہ ۱ : ۴

[36] کتاب مقدس 'پرانا عہد نامہ 'آستر ۴ : ۳

[37] زبور ۳۵ : ۱۳' ۱۴

[38] ۱۔ سموئیل ۷ : ۶

[39] نحمیاہ ۹ : ۱' ۲

[40] کتاب مقدس 'پرانا عہد نامہ 'دانی ایل ۹ : ۳' ۴

[41] کتاب مقدس 'پرانا عہد نامہ 'یوناہ ۳ : ۵- ۸

[42] کتاب مقدس 'پرانا عہد نامہ 'عزرا ۸ : ۲۱

[43] کتاب مقدس 'پرانا عہد نامہ 'زبور ۶۹ : ۱۰

[44] کتاب مقدس 'پرانا عہد نامہ 'احبار ۱۶ : ۲۹

[45] کتاب مقدس 'پرانا عہد نامہ 'خروج ۳۴ : ۲۸

[46] کتاب مقدس 'پرانا عہد نامہ 'اِستثنا ۹ : ۹

[47] کتاب مقدس 'پرانا عہد نامہ 'عزرا ۱۰ : ۶

[48] کتاب مقدس 'پرانا عہد نامہ 'آستر ۴ : ۱۵- ۱۷

[49] کتاب مقدس 'پرانا عہد نامہ 'یسعیاہ ۵۸ : ۳' ۴

[50] کتاب مقدس 'پرانا عہد نامہ 'یسعیاہ ۵۸ : ۵' ۸

[51] کتاب مقدس 'پرانا عہد نامہ 'یرمیاہ ۱۴ : ۱۱

[52] کتاب مقدس 'پرانا عہد نامہ 'زکریاہ ۷ : ۵- ۱۰

[53] کتاب مقدس 'نیا عہد نامہ 'متّی ۶ : ۱۶- ۱۸